مولانا محمد یوسف طلال

خلاصة الاخلاص

رفیقِ محترم مولانا محمد یوسف طلال امریکہ کے نومسلم ہیں، قدرت انہیں حضرت قدس سرہ کے یہاں کھینچ لائی، انہوں نے ابجد سے صحیح بخاری تک سارے اسلامی علوم مدرسہ عربیہ میں پڑھے، انگریزی تو خیر ان کی مادری زبان ہے اور وہ انگریزی کے اونچے پائے کے ادیب ہیں، مگر عجیب بات یہ ہے کہ ان کی عربی اتنی صاف، سلیس اور شگفتہ ہے کہ مصر کے شیخ الازہر نیوٹاؤن تشریف لائے تو ان کی تقریر سن کر مبہوت رہ گئے، تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت قدس سرہ نے انہیں "مجلس دعوت وتحقیق" کے کام پر لگادیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے ان کا عقد بھی کراچی کے ایک اچھے گھرانے میں ہوگیا، اسی طرح مولانا یوسف طلال اب امریکی کے بجائے پاکستانی ہیں، اردو بخوبی پڑھتے اور سمجھتے ہیں، لیکن لکھنے میں دقت محسوس کرتے ہیں، حضرت پر ان کا مقالہ تو عربی حصہ کی زینت ہوگا، اردو میں ایک مختصر سا مضمون ان کے جذبات کا ترجمان ہے۔ (مدیر)

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری جن کے نام نامی کے ساتھ ہمیشہ قلم کو دامت برکاتہم لکھنے کی عادت رہی ہے، اب وہاں کو سدھارے جہاں کی برکات واقعی ہمیشہ ہیں، بیشک اس دور کا سب سے بڑا علمی اور تعلیمی حادثہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کے بانی ومہتمم حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہے، وہ بے قرار دل جو اسلام اور مسلمانوں کی ہر مصیبت پر بے تاب ہوجاتا تھا اور اوروں کو بے تاب کرتا تھا دریغا کہ قیامت تک کے لئے ساکن ہوگیا۔

من رآہ رایٰ شواھد تغنی
عن سماع الثناء والتجریب

خاکسار سے مرحوم کے تعلقات آخر العمر سے تھے اور خالص اسلامی تھے۔ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے مطابق کہ وان یحب المرء لایحبه الا لله (کہ فقط اللہ کے لئے کسی سے دوستی رکھے) مولانا مرحوم کو اس بندہ سے بہت شفقت تھی اور انہی تعلقات کی بناء پر مجھ سے کہا گیا کہ میں کچھ اپنے تاثرات قلمبند کروں، سو اگرچہ

میں اس قسم کا تذکرہ لکھنے کا اہل نہیں ہوں، پھر بھی امتثالِ امر کے تحت ایک مختصر سی بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ بالفاظ مولانا مرحوم ''خلاصۃ الخلاصہ'' کے درجہ پر ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ، اور وہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد مروی ہے کہ: مجھے زندہ رہنے کی خواہش ہے تو صرف الصادقہ اور الوہط کی وجہ سے ہے، اسی طرح حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو زندگی کے ساتھ رغبت صرف دو چیزوں یعنی البخاری اور المدرسہ کی وجہ سے تھی۔ الصادقہ احادیث نبویہ، علی صاحبہا الف تحیۃ کا مجموعہ تھا اور الواہط صدقہ کی زمین تھی۔ بالفاظِ دیگر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو زندگی کی رغبت محض علم دین کی تعلیم واشاعت اور اللہ کے راستہ میں صدقہ دینے کے لئے تھی، اسی طرح حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو البخاری۔ یعنی امام بخاری کے مجموعہ احادیث سے بے حد محبت اور عقیدت تھی، چالیس سال سے زیادہ اس کتاب کا برابر درس دیتے رہے۔ متناً وسنداً، درایۃً وروایۃً، ذوقاً ووجداناً اس کتاب کے علمی نکات حقائق ودقائق اور غوامض ومشکلات کی جامع ترین تشریح و توضیح، نہایت دلبستگی کے ساتھ کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے مولانا مرحوم سے کہا کہ: **اری البخاری ینعشکم** (کہ میرے خیال میں بخاری کی کتاب آپ کے لئے فرحت افزا ہے) تو انہوں نے بہت خوش ہوکر فرمایا کہ: **نعم نعم هو ينعشني** (کہ ہاں ہاں، میرے لئے فرحت بخش تو ضرور ہے)۔ پھر ان کا کمال تھا کہ ان کے طرزِ تدریس سے ایک قدیم ترین اسلامی کتاب بالکل تر وتازہ ہوکر طلباء کی آنکھوں کے سامنے زندہ ہوجاتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ ''میں اس لئے بخاری پڑھاتا ہوں کہ اس میں نہ صرف اوراق ہیں، بلکہ اس میں دین ہے، حضرت محمد ﷺ کے انفاس قدسیہ ہیں۔ ہدایت واصلاح کا پورا سامان ہے۔

بار بار ہمیں متنبہ کرتے تھے کہ قدر کرو اے ظالمو! علم کے چور نہ بنو۔ اس کہنے سے ان کا مطلب یہ تھا کہ علم دین ایک بہت بڑی نعمت ہے، اس نعمت کی ناشکری چوری کے مترادف ہے اور علم کا شکر عمل ہے، اس لئے علم کی قدر شناسی بہت ضروری ہے، اس سلسلہ میں ایک واقعہ مجھے ایسا یاد ہے جیسے وہ کل ہی گذرا ہو۔ ہمیشہ بخاری کا سبق اس طرح شروع ہوتا تھا کہ کوئی طالب علم قاری کی حیثیت سے کتاب کی عبارت پڑھتا تھا، ایک دن حسبِ معمول ایک طالب علم نے پڑھنا شروع کیا، چند سطریں پڑھیں تو حاضرینِ درس دیکھتے ہیں کہ حضرت مولانا کا چہرہ مبارک سرخ ہورہا ہے، وہ طالب علم پڑھتا رہا اور جیسے جیسے وہ آگے پڑھتا، مولانا کا چہرہ اور زیادہ سرخ ہوجاتا، کافی دیر پڑھنے کے بعد اس نے محسوس کیا کہ درس گاہ کے اندر فضاء مختلف ہے اور مولانا کے کہے بغیر وہ رک گیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ قدس سرہ نے بہت ضبط سے فرمایا: آگے پڑھو! وہ حیران ہوا کہ آخر یہ ہو کیا رہا ہے؟ پھر مولانا نے فرمایا! آگے کیوں نہیں پڑھتے ہو؟ پڑھو! تو دم سوکھ کر وہ دوبارہ پڑھنے لگا، اس پر غصہ کا بند ٹوٹ گیا اور دیر تک مولانا اظہار غضب وجلال میں مشغول رہے۔

"بعید من الشیئ القلیل احتفاظه
علیک ومنزور الرضاحین یغضب"

بات کیا تھی؟ اس دن ہمارے سبق کا آغاز کتاب العلم سے ہوا تھا، تو ہمارے ساتھی نے کتاب العلم کے دو الفاظ سے قرأت شروع کی، پھر اس نے غلطی کی تھی کہ وہاں پہنچنے پر رکنے کے بجائے اس نے آگے چند سطریں مزید پڑھیں، بظاہر یہ ایک معمولی سی غلطی تھی، لیکن فی الحقیقت اور بالخصوص حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ایک ناقابلِ برداشت خطا تھی، اسے اتنا احساس نہ تھا کہ جب علم دین اتنی گراں مایہ چیز ہے تو خالی ان دو الفاظ، کتاب العلم کی شرح میں کم از کم ایک گھنٹہ چاہئے تھا، تو وہ ان دو بنیادی الفاظ سے گذر کر آگے کیوں پڑھتا ہے؟ اس کے بعد سے مولانا مرحوم ہمیشہ اس بات پر بہت زور دیتے رہے کہ علم کی قدردانی ہر عالمِ دین کے لئے ایک نہایت اہم صفت ہے، بلکہ فرماتے تھے کہ: اخلاص وتقویٰ کے بعد اسی کا نمبر آتا ہے۔ مولانا بنوری علیہ الرحمۃ کے علمی کمالات بے شمار تھے۔ دیگر علوم کے علاوہ عربی نظم ونثر پر ان کو کامل دسترس اور عبور حاصل تھا۔ بلکہ پاکستان میں عربی علم وادب وبلاغت ولغت ومحاورات کے جو چند مخصوص ماہرین ہیں، ان کے تاج اور لسان خود مولانا مرحوم تھے اور علمِ حدیث میں جس افق تک کبار محدثین کی پرواز تھی، بلاریب حضرت مولانا اس افق تک ہو آنے والوں میں سے ایک تھے۔

لوذعیٌ لہ فوادٌ ذکی
مالہ فی ذکائہ من ضریب

بلکہ یہ کہنا صحیح ہے کہ انہوں نے علم دین کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کردی تھی، پھر اس حیات برائے علم، جو باعمل بھی تھی کا نتیجہ یہ تھا کہ المدرسہ کا حسین خواب عالمِ مثال سے آکر اس بے مثال عالم دین کی مبارک زندگی میں شرمندہ تعبیر ہوا، مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن بلاشبہ مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ جاریہ ہے۔

هذه الناحیة المغمورة ببرکات نعمة المکنونة بافضاله وفضله

بیان کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں کہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی کیا خصوصیات ہیں؟ کیا خدمات، کیا حسنات اور کیا بینات۔

تلک آثارنا تدل علینا
فانظروا بعدنا الی الآثار

علم دین کی محبت اور اس کی اشاعت ہی حضرت مولانا قدس سرہ کی زندگی کا محور رہی اور البخاری اور المدرسہ اس کی عملی صورتیں تھیں، جن کی شاخیں حضرت مولانا مرحوم کے شب وروز میں کچھ اس طرح پھیل گئی تھیں کہ ان کو کسی معمول سے الگ کرنا انتہائی مشکل امر ہے، گویا حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ علم وعمل کی ایک سچی اور جیتی جاگتی تصویر تھے۔ قدس اللہ روحه، وأوصل الینا برکاته وفتوحه